AL-NOOR INTERNATIONAL

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

یہ تو یادوں کے دن ہیں، یہ تو انسان کا رشتہ ان ہستیوں سے ملانے کے دن ہیں جنہوں نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ انسان ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کے خلیلؑ کو، ان کے گھرانے کے افراد کو، ان کے تعلق باللہ کو، ان کی قربانیوں کو یاد کرتا ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ پر تیس سے زائد آزمائشیں آئیں۔ ہر آزمائش پہلے سے زیادہ بڑی تھی اور آخری آزمائش کی تو کیا ہی بات ہے! جب سیدنا ابراہیمؑ کو بیٹا قربان کر دینے کا حکم ملا۔

یہ ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے آخری دن کی بات ہے جس دن سیدنا ابراہیمؑ کے اس فعل کی یاد منائی جاتی ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ کے ہر عمل سے ایک ہی پکار آتی ہے: **لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک** یہ تو اس پکار کے تذکرے کے دن ہیں، اس صدا کے جو اللہ تعالیٰ کے خلیل سیدنا ابراہیمؑ نے آج سے سینکڑوں برس پہلے دی تھی۔ آج بھی مکہ میں آنے والے قافلے ان ہی صداؤں کے ساتھ، اُسی آواز، اُسی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اُس دھرتی پر داخل ہوتے ہیں۔ ایک انسان کی پکار کو اللہ تعالیٰ نے کیسا شرفِ قبولیت بخشا ہے ۔

قرآن پاک اور سنت دونوں سے یہ ثابت ہے کہ ملت ابراہیمی کی اصل بنیاد قربانی تھی اور یہی قربانی حضرت ابراہیمؑ کی پیغمبرانہ زندگی کی اصل خصوصیت تھی۔ اور اسی امتحان اور آزمائش میں پورے اترنے کے سبب سے وہ اور ان کی اولاد ہر قسم کی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال کی گئی۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

اور جب ابراہیم کو اُس کے ربّ نے کئی باتوں میں آزمایا تو اُس نے اُن سب کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یقیناً میں تمہیں سب لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔“ (سورۃ البقرہ:124)

اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے اولاد عطا کر۔“ (سورۃ الصافات:100)

رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۰۰ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۱۰۱ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يٰبُنَىَّ اِنِّىْٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۱۰۲ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۱۰۳ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۱۰۴ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۱۰۵ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۱۰۶ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۱۰۷ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۱۰۸ صلے سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۱۰۹ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۱۱۰ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۱۱

پھر ہم نے اُسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی پھر جب وہ اُس کے ساتھ بھاگ دوڑ کی عمر کو پہنچا، اُس نے کہا: ”اے میرے چھوٹے بیٹے! یقیناً میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ یقیناً میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پھر دیکھو تمہاری کیا رائے

ہے؟'' اُس نے کہا: ''اے میرے اباجان! جو آپ کو حکم دیا جارہا ہے کر دیجیے۔ انشاء اللہ آپ مجھے جلد ہی صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔'' پھر جب دونوں مطیع ہو گئے اور ابراہیم نے اُسے پیشانی کے بل گرادیا اور ہم نے اُسے ندادی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی اُس کے فدیے میں دی اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اُس کی (تعریف) چھوڑ دی۔ سلام ہے ابراہیم پر! اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھا۔ (سورۃ الصافات:102-111)

مسند احمد میں ہے سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے سیدنا ابراہیمؑ اپنے نور نظر کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ذبح کرنے کیلئے لے چلے تو سعی کے وقت شیطان سامنے آیا لیکن سیدنا ابراہیمؑ اس سے آگے بڑھ گئے پھر سیدنا جبرائیلؑ کے ساتھ آپ جمرہ عقبی کے پاس پہنچے تو پھر شیطان سامنے آیا لیکن سیدنا ابراہیمؑ نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطی کے پاس آیا پھر وہاں سات کنکریاں ماریں رسول اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیمؑ مناسک ادا کرنے کے لیے تشریف لائے تو جمرہ اخری کے پاس شیطان نظر آیا سیدنا ابراہیمؑ نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ جمرۃ الوسطی کے قریب بھی یہی صورت پیش آئی۔ سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا: شیطان کو مارتے رہو اور اپنے باپ سیدنا ابراہیمؑ کے دین پر چلتے رہو۔ (صحیح ابن خزیمہ)

یہی وہ برکت ہے جس کو مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے سامنے یاد کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اللہ تعالیٰ تو محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر برکت نازل کر، جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کیا آل پر برکت نازل کی۔

کتنے ہی لوگ ہیں جو حج کی نیت لے کر اپنا مال، اپنی صلاحیتیں، قوتیں، وقت لے کر اپنے ربّ کے حضور پہنچ گئے۔ حج کے لیے جانے والے کیا کچھ حاصل کر جائیں گے! طواف سے دل کی بے چینی کو قرار ملے گا۔ آنسوؤں کے ساتھ، آہوں کے ساتھ رب سے فریادیں کرنے کا، دعائیں مانگنے کا موقع ملے گا۔ زم زم کا پانی پی کر ایمان کو تازہ کرنے کا موقع ملے گا۔ زم زم رب پر توکل کی یادگار ہے۔ جو اس پانی کو پیتا ہے روحانی اور جسمانی طور پر شفا حاصل کرتا ہے۔ عرفات جائیں گے، منٰی میں راتیں گزاریں گے، جمرات کو کنکریاں ماریں گے۔ ایک ایک فعل ایسا ہے، جانے والا تو دامن بھر لے پیچھے والے کیا کریں؟ جو جانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں کیا ان کے لیے بھی کوئی خیر ہے؟ کیا ان کے لیے بھی کوئی نیکی کا سامان موجود ہے؟ کیا ان کے لیے بھی کچھ قرب کی راہیں ہیں؟ کیا ان کے لیے بھی مواقع میسر ہیں؟

عشرہ ذوالحجہ کے اعمال

رب رحمٰن کی طرف سے عشرہ ذوالحجہ اہل ایمان کے لیے اجر وثواب حاصل کرنے کا عظیم الشان اور سنہری موقع ہے۔ کہ ان دنوں کی معمولی درجہ کی نیکی بھی دوسرے دنوں کی اعلیٰ درجے کی نیکیوں سے افضل ہے۔ اس لیے اللہ والے ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے زادِ آخرت جمع کرنے کی شدید جدوجہد کرتے تھے۔ جب عشرہ ذوالحجہ داخل ہو جاتا تو سعید بن جبیر تا حد استطاعت شدید عبادت کرتے۔ (دارمی)

قرآن وسنت میں ان دس دنوں کی فضیلت کے متعدد دلائل ہیں۔ سورۃ الفجر میں ہے: وَالْفَجْرِ ۱ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۲ ''قسم ہے فجر کی! (1) اور دس راتوں کی! (2)'' (سورۃ الفجر: 1,2) سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے وَلَيَالٍ

عَشْرٍ سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں (تفسیر بغوی: 481/4) اللہ تعالیٰ کا ان دس دنوں کی قسم کھانا ان کی شان و عظمت پر دلیل ہے۔ ان دس دنوں کے ساتھ حج کے مہینوں کا اختتام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ "حج کے مہینے معروف ہیں۔" (سورۃ البقرہ: 197)

حافظ ابن رجب نے لکھا ہے: "ذوالحجہ کے دس دنوں کے فضائل میں ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ معلوم مہینوں کا آخری حصہ ہے اور وہ مہینے حج کے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ اور وہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔" (لطائف المعارف: 471)

اللہ تعالیٰ کا ان دس دنوں کی قسم کھانا ان کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ ان دس دنوں کے ساتھ حج کے مہینوں کا اختتام ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا: مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَآ اَحَبُّ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ "جس قدر اللہ عزوجل کو نیک کام ان دنوں یعنی عشرہ ذوالحجہ میں پسند ہے اتنا باقی دنوں میں پسند نہیں ہے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا: "یارسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی اتنا پسند نہیں ہے؟" آپؐ نے فرمایا:
وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اِلَّا رَجُلًا خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ "جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں البتہ وہ شخص جو اپنا مال اور اپنی جان لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا اور اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا وہ اس سے بہتر ہے۔" (بخاری)

آپؐ نے فرمایا: مَا عَمَلٌ اَزْكٰى عِنْدَ اللهِ وَلَآ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ خَيْرٍ يَّعْمَلُهٗ فِيْ عَشْرِ الْاَضْحٰى "نیکی کا کوئی بھی کام عشرۂ ذوالحجہ میں کیے جانے والے کام سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ زیادہ پاکیزہ ہے نہ اجر و ثواب میں بڑھ کر ہے۔" (بیہقی)

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: مَا مِنْ اَيَّامٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ اَيَّامِ عَشْرِ ذِى الْحَجَّةِ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے۔" ایک آدمی نے عرض کیا: "یارسول اللہؐ! یہ زیادہ افضل ہے یا اتنے دن جہاد فی سبیل اللہ میں گزارنا افضل ہے؟" آپؐ نے فرمایا: هُنَّ اَفْضَلُ مِنْ عِدَّتِهِنَّ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اِلَّا عَفِيْرًا يُّعَفَّرُ وَجْهُهٗ فِى التُّرَابِ "یہ دن جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ افضل ہے۔ البتہ وہ شہید جس کا چہرہ مٹی میں خاک آلودہ ہو گیا ہو وہ اس سے زیادہ افضل ہے۔" (ابو یعلیٰ)

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ عشرۂ ذوالحجہ کے متعلق صحابہؓ کہا کرتے تھے کہ بِكُلِّ يَوْمٍ اَلْفُ يَوْمٍ وَيَوْمُ عَرَفَةَ عَشْرَةُ آلَافِ يَوْمٍ "ایک دن ہزار دن کے برابر ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دن کے برابر ہے۔" (بیہقی)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عشرہ ذوالحجہ کی امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں بنیادی عبادات جو کہ نماز روزہ، صدقہ اور حج ہیں وہ سب اکٹھی ہو جاتی ہیں اور وہ ان کے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔ جب ذوالحجہ کا چاند نظر آئے تو ان ایام میں سے کچھ اعمال کا خصوصی ذکر احادیث میں آیا ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

1۔ نماز

سب سے پہلا کام نمازوں کی بروقت اور خشوع وخضوع کے ساتھ دل کی حاضری کے ساتھ ادائیگی کا اہتمام کرنا ہے

نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کے قرب کے افضل طریقوں میں سے ہے۔ثوبانؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپؐ فرماتے تھے۔ عَلَيْکَ بِکَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ،فَاِنَّکَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً ،وَحَطَّ عَنْکَ بِهَا خَطِيْئَةً (مسلم)۔تم پر اللہ تعالٰی کے لیے سجدوں کی کثرت لازم ہے۔بے شک تم اللہ تعالٰی کو ایک سجدہ کرتے ہو جس سے وہ تمہارا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔(یہ ہر وقت کے لیے عام ہے)

2۔روزے

روزہ اعمال صالحہ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، ہندہؓ بن خالد جہنی نبیؐ کی بعض ازواج مطہرات سے روایت کرتے ہیں۔رسول اللہ نویں ذوالحجہ، یوم عاشوراء اور ہر مہینے کے تین دن کے روزے رکھتے تھے (احمد،ابوداؤد،نسائی)

امام نوویؒ نے فرمایا: ان دس دنوں کے روزے مستحب ہیں۔ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ فَاَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَذِكْرِ اللّٰهِ وَاِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ مِّنْهَا يَعْدِلُ بِصِيَامِ سَنَةٍ وَّالْعَمَلَ فِيْهِنَّ يُضَاعَفُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ ”تم ان دنوں میں تہلیل، تکبیر اور اللہ تعالٰی کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔ان میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور اس میں کیے جانے والے عمل کا ثواب سات سو گنا کر دیا جاتا ہے۔“(بیہقی)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَّقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ”اللہ تعالٰی کے نزدیک کوئی عمل عشرۂ ذوالحجہ میں کیے جانے والے عمل سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے،ان میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔“(ترمذی) اسی لیے تو اللہ تعالٰی نے ان دنوں کی قسم کھائی ہے اور اللہ تعالٰی نے پیچھے رہ جانے والوں کو محروم نہیں رکھا۔

3۔یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کا روزہ رکھنا

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ان میں سے نواں دن یوم عرفہ ہے۔یہ وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالٰی سال کے سارے دنوں میں سے ہر دن کے مقابلے میں زیادہ تعداد میں لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے۔سیدہ عائشہ c نے بیان کیا کہ ”یقیناً رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا: ”کوئی دن ایسا نہیں کہ اس میں اللہ تعالٰی عرفات کے دن سے زیادہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔“(صحیح مسلم:1348)

یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالٰی نے دین اسلام کو مکمل فرمایا اور اہل اسلام پر اپنی نعمت کو مکمل فرمایا۔سیدنا عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی شخص نے ان سے کہا: اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر ہم یہودیوں پر وہ نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید بنا لیتے۔انہوں نے دریافت کیا کون سی آیت؟ اس نے کہا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔(المائدہ:3) سیدنا عمرؓ نے فرمایا: جس دن اور جس جگہ نبی کریم a پر وہ آیت نازل ہوئی ہم اس سے آگاہ ہیں جمعہ کا دن تھا اور آپ عرفات میں کھڑے تھے۔“(صحیح بخاری:105/1,45)

سیدنا قتادہؓ سے روایت ہے کہ: ”رسول اللہؐ نے یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہ دور کر دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم: 197/1162، 819/2)
رسول کریمؐ خود بھی اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ ”رسول اللہؐ نو ذوالحجہ، یوم عاشورا اور ہر ماہ میں سے تین دن روزہ رکھتے تھے۔“ (سنن ابی داود: 2343)

نبی کریمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں اس دن کا روزہ نہ رکھا۔ سیدہ ام فضل بنت حارثؓ سے روایت ہے: ”کچھ لوگوں نے ان کے سامنے عرفہ کے دن نبیؐ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا: کچھ نے کہا کہ: ”وہ روزے سے ہیں۔“ اور کچھ نے کہا کہ ”ان کا روزہ نہیں ہے۔“ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور تب آپ اونٹ پر تھے اور آپ نے اس کو پی لیا۔“ (صحیح بخاری: 1661، 513/3)

ابی نجیح سے روایت ہے کہ عرفہ کے روزے کے متعلق سیدنا ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریمؐ کے ساتھ حج کیا، آپ نے (اس دن) روزہ نہ رکھا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کے ساتھ بھی (حج کیا) انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا۔ سیدنا عمرؓ کے ساتھ بھی حج کیا انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا۔ سیدنا عثمانؓ کے ساتھ بھی (حج کیا) انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا۔ اور میں بھی حج کے موقع پر یہ روزہ نہیں رکھتا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی نہیں دیتا اور روکتا بھی نہیں۔ (ترمذی، عبدالرزاق)

4۔ کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کہنا

رب العزت نے ان دس دنوں میں اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

”اور چند معلوم دنوں میں ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں“ (سورۃ الحج: 28)

سیدنا ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ ان معلوم دنوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ (صحیح بخاری: 457/2)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: مَا مِنْ اَيَّامٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَلَا اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيْهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذوالحجہ میں کیے جانے والے عمل سے بڑھ کر نہ کوئی عمل افضل ہے نہ پسندیدہ، لہٰذا ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ سبحان اللہ، الحمدللہ، لاالہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا کرو۔“ (طبرانی)

سیدنا ابن عمرؓ، سیدنا ابو ہریرہؓ ان دس دنوں میں تکبیر کہتے ہوئے بازاروں میں نکلتے تھے اور لوگ بھی ان دونوں کی تکبیر پر تکبیر کہتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سیدنا عمرؓ منیٰ میں اپنے خیمے میں تکبیر کہتے تھے اور بازاروں میں بھی لوگ تکبیر کہتے حتیٰ کہ منیٰ تکبیروں سے گونج اٹھتا تھا۔

ذکر الٰہی تو بندوں پر ہر وقت لازم ہے لیکن رب کریم نے اپنی یاد کے لیے کچھ دنوں کو خاص طور پر مقرر فرمایا جو یقیناً ان دنوں کی عظمت کو ثابت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سال کے باقی دنوں میں کیے ہوئے نیک اعمال سے زیادہ ان دس دنوں میں کیا جانے والا نیکی کا کام پیارا ہے۔ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: کسی بھی دن میں اچھا کام اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں عمل سے زیادہ پیارا نہیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہa! جہاد فی سبیل بھی نہیں؟ آپa نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ ہاں مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے اور کچھ واپس لے کر نہ آئے۔ (سنن ابی داود)

حافظ ابن رجب نے اس حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے: جب ان دس دنوں میں کیا ہوا اچھا کام بارگاہ الٰہی میں سال کے باقی سارے دنوں میں کیے ہوئے نیک اعمال سے زیادہ فضیلت والا اور محبوب ہے۔ تو ان دنوں کی کم درجہ کی نیکی دوسرے دنوں کی بلند درجہ والی نیکی سے افضل ہوگی، اسی لیے صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا سال کے بقیہ دنوں میں کیا ہوا جہاد بھی رب العالمین کے نزدیک ان دنوں کے عمل سے زیادہ عظمت والا اور عزیز نہیں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا نہیں۔ (لطائف المعارف: 458.459)

سیدنا عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا" کوئی دن بارگاہ الٰہی میں ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والا نہیں، اور نہ ہی کسی دن کا (اچھا) اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہے۔ پس تم ان دس دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ ، اللہ اکبر ، الحمدللہ کہو۔ (المسند: 4556/7، 224)

سلف صالحین اس بات کا اہتمام کرتے تھے۔ امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ ان دس دنوں میں سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابوہریرہ تکبیر پکارتے ہوئے بازار نکلتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہنا شروع کر دیتے اور محمد بن علی نفلی نماز کے بعد تکبیر کہتے۔ (صحیح بخاری)

سیدنا ابن عمر نمازوں کے بعد، اپنے بستر پر، اپنی مجلس میں چلتے ہوئے تکبیر کہتے تھے اور اونچی آواز سے تکبیر کہنا مستحب ہے یہ سیدنا عمرؓ، سیدنا ابن عمرؓ اور سیدنا ابوہریرہؓ کا فعل ہے۔

تکبیرات

1۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً

2. اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمد

3. اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمد

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس سنت کو اپنانے اور رواج دینے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

5۔ یوم النحر (قربانی کے دن) کی فضیلت

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کا آخری اور دسواں دن "یوم النحر" (قربانی کا دن) ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دن یوم النحر قربانی کا دن ہے اور وہ حج اکبر کا دن ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَعْظَمَ الْاَیَّامِ عِنْدَاللّٰہِ تَبَارَکَ تَعَالٰی یَوْمُ النَّحْرِثُمَّ یَوْمَ الْقَرِّ (سنن ابی داؤد) (المسند: 350/4)

"بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن یوم النحر اور یوم القر ہے۔"

یوم القر سے مراد منیٰ میں رہنے کا دن ہے اور وہ گیارہ کا دن ہے اور یوم عرفہ ان سے افضل ہے کیونکہ اس روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کسی دن میں بندوں کو آزاد نہیں کرے گا۔ یوم عرفہ میں اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب ہوتے ہیں اور ملائکہ کے سامنے اہل موقف پر فخر کرتا ہے۔ ہر مسلمان کو خواہ وہ حج کرنے جائے یا پیچھے رہنے والوں میں سے ہو ان دنوں میں نیک اعمال کی حرص رکھنی چاہیے اور ان کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

اس دن قربانی کرنا بہت بڑے اجر و ثواب والا عمل ہے۔ نبیؐ سے پوچھا گیا: ماھذہ الاضاحی یہ قربانیاں کیسی ہیں؟ فرمایا: سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ) اللہ تعالیٰ نے نبی

کریمؐ کو قربانی کا حکم دیا: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۲ ''پھر اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔'' (سورۃ الکوثر:2)
رسول کریمؐ نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز عید کے قربانی کرنے کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔ سیدنا براء سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اس دن ہم پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ نماز (عید) ادا کرتے ہیں پھر واپس پلٹتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں جس شخص نے ایسے ہی کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔'' (صحیح بخاری: 5545)

رسول اکرمؐ نے قربانی کی سنت ابراہیمی پر ہیشگی فرمائی۔ سیدنا انس سے روایت ہے کہ نبی a دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھے ذبح کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری:5553)

قربانی کے متعلق رسول کریمؐ کا شدید اہتمام اس بات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے حج کی قربانی کے سو اونٹ ذبح کرنے کے ساتھ عیدالاضحی کی قربانی بھی کی۔ اپنی طرف سے ایک بکری، اور ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کو ذبح فرمایا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے حج کی قربانی کے سو اونٹ ذبح کرنے کے ساتھ عیدالاضحی کی قربانی بھی کی اور اپنی طرف سے ایک بکری، اور ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کو ذبح فرمایا۔

صحابہ کرام قربانی کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوامامہ بن سہل نے کہا ہے کہ ہم مدینہ طیبہ میں اپنے قربانی کے جانوروں کی پرورش کر کے فربہ کرتے تھے اور (دیگر) مسلمان بھی اسی طرح انہیں پاک کر موٹا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری:)

سیدنا مخنف بن سلیمؓ نے بیان کیا کہ: ''جب ہم رسول اللہؐ کے ساتھ عرفات میں تھے تو آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! ہر سال ہر گھر والوں پر قربانی ہے۔'' (احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہؐ نے فرمایا: جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (مسند:321/2، ابن ماجہ، دار قطنی، اور حاکم)

ذوالحجہ کے دن قربانی کی یاد کے دن ہیں۔ یہ سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ کی یاد میں ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ نے جب اپنا بیٹا قربان کرنا چاہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈھے کے عوض سیدنا اسماعیلؑ کو چھڑوا لیا تھا۔ آج ہم ان ہی کی یاد میں قربانیاں کرتے ہیں۔ کیا اس قربانی کے کرنے پر ہمیں ثواب ملتا ہے؟

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِّنْ عَمَلٍ یَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَتَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا

''کسی آدمی نے قربانی کے روز کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ پسند ہو۔ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی، یہ خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک عالی مقام پر گرتا ہے لہٰذا اسے بہا کر دلوں کی تسلی کر لو۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ! ضَحُّوْا وَاحْتَسِبُوْا بِدِمَآءِ هَا فَاِنَّ الدَّمَ وَاِنْ وَّقَعَ فِی الْاَرْضِ فَاِنَّهٗ یَقَعُ فِیْ حِرْزِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ ''اے لوگو! قربانی کرو اور اس کے خون سے ثواب کی نیت کر لو کیونکہ وہ زمین پر گرتے ہی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں چلا جاتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا:

مَآ اُنْفِقَتِ الْوَرِقُ فِیْ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ نَّحْرٍ یُنْحَرُ یَوْمَ عِیْدٍ
”آج تک عید کے دن کی جانے والی قربانی سے اللہ تعالٰی کے ہاں کسی بہتر چیز پر روپیہ خرچ نہیں ہوا۔“ (طبرانی)

میت کو قربانی میں شریک کرنا

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے: یقیناً رسول اللہؐ نے سینگوں والا ایک مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے ہاتھ، پاؤں اور پیٹ سیاہ ہوں، چنانچہ وہ آپ کے پاس لایا گیا تا کہ آپ اس کی قربانی کریں پھر آپؐ نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! چھری لاؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا اس کو پتھر پر تیز کرو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ نے چھری کو تھاما۔ اور مینڈھے کو ذبح کرنے کے لئا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالٰی کے نام کے ساتھ! اے اللہ! محمدؐ آل محمد اور امت محمدؐ کی طرف سے قبول فرما پھر آپ نے جانور کو ذبح فرمایا۔ نبیؐ نے یہ قربانی مدینہ طیبہ میں کی، اس سے پہلے آپ کی آل اور امت میں سے بہت سے لوگ وفات پا چکے تھے آپ نے ان سب کو اس قربانی میں شامل فرمایا۔ (مسلم:1555)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس بارے میں رقم طراز ہیں۔ جس طرح میت کی طرف سے حج اور صدقہ کرنا جائز ہے اس طرح اس کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔ میت کی طرف سے قربانی گھر میں کی جائے گی۔ اس کی قبر پر نہ تو قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے اور نہ ہی کوئی اور جانور۔ سیدنا ابو رافعؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ”جب رسول اللہؐ قربانی کا (ارادہ) فرماتے تو دو فربہ سینگوں والے چت کبرے مینڈھے خریدتے۔ جب آپؐ نماز اور خطبے سے فارغ ہو جاتے تو عیدگاہ ہی میں ان دو سے ایک مینڈھے کو لایا جاتا۔ آپ اس کو ذبح کرتے اور (ذبح کرتے وقت) فرماتے: ”اے اللہ! یہ میری امت کے ان سب لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے آپ کی توحید کی گواہی دی اور میرے پیغام الٰہی پہنچانے کی شہادت دی۔“ پھر دوسرے کو لایا جاتا اور آپؐ اس کو ذبح کرتے اور (ذبح کرتے وقت) فرماتے: ”اے اللہ! یہ محمدؐ اور آل محمدؐ کی طرف سے ہے۔“ اور آپؐ ان دونوں مینڈھوں (کے گوشت) کو مسکینوں کو کھلاتے۔ خود بھی اس کو تناول فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتے۔“ (مسند بزار) جس قربانی میں میت کو زندہ لوگوں کے ساتھ شریک کیا جائے اس کا گوشت قربانی کرنے والے خود بھی کھائیں، مسکینوں کو بھی کھلائیں۔

امام طیبی ا فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص میت کی طرف سے قربانی کرے گا تو ایسا کرنا جائز ہوگا۔

6۔ ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو ناخن نہ تراشنا اور بال نہ کٹوانا مستحب ہے۔

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: مَنْ رَّأٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِہٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِہٖ ”جس نے ذوالحجہ کا چاند دیکھ لیا اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے بال اور ناخن نہیں تراشنے چاہئیں۔“ (مسلم)

قربانی کرنے والے ہلال ذوالحجہ کے بعد بالوں اور ناخنوں کو نہ چھیڑے۔ سیدہ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: ”جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بالوں اور ناخنوں (کو کاٹنے اور تراشنے) سے بچو۔“ (صحیح مسلم:1565)

سچی اور خالص توبہ

نیکیوں اور بھلائیوں کے موسم کا استقبال سچی اور خالص توبہ سے کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سچائی کے راستے پر چلا دیتا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ

جنہوں نے ہماری خاطر پوری کوشش کی، انہیں ہم ضرور اپنے راستے دِکھائیں گے اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔ (العنکبوت:69)

ان فرصت کے دنوں سے فائدہ اٹھانا ہے اس پہلے کہ یہ گذر جائیں اور وہ وقت آئے جب ندامت ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی اور بھلائی کے کاموں کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اطاعت، حسن عبادت ذکر اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

AL-NOOR INTERNATIONAL

FOR CONTACT

0336-4033044 | 042-35748737

www.alnoorpk.com

Nighat Hashmi

Al Noor International